نقوش اقبال

صادقین

یادداشت

نقوش اقبال

صادقین

اقبال عہد آفریں شاعر ہے

ساکنانِ مشرق بالعموم اور خطّۂ پاکستان کے باسی خصوصاً اقبال کی فکر اور اظہار کو سرمایۂ افتخار تسلیم کرتے ہیں۔

" اس دیدۂ بینائے قوم کو ہم اپنے طور پر یہی کچھ خراج تحسین پیش کر سکتے ہیں۔ اُمید ہے کہ ہماری کوشش کو پسند فرمائیں گے !

صادقین ہمارے عہد کا ایک ممتاز مصوّر و خطّاط ہے اس نے اقبال کو قلم اور مُوقلم کے جس کمال سے مصوّر کیا ہے وہ یقیناً بے مثال ہے۔

عبدالجبار خاں
صدر
حبیب بینک لمیٹڈ

سرودِ رفتہ باز آید کہ ناید؟
نسیمے از حجاز آید کہ ناید؟
سر آمد روزگارِ ایں فقیرے
دگر دانائے راز آید کہ ناید؟


دگر دانائے راز آید کہ ناید؟

یادداشت

میری نوائے شوق سے شور حریم ذات میں
غلغلہ ہائے الاماں بت کدۂ صفات میں
تو نے یہ کیا غضب کیا مجھ کو بھی فاش کر دیا
میں ہی تو ایک راز تھا سینۂ کائنات میں

یادداشت

جوانوں کو مِری آہِ سحر دے
پھر اِن شاہیں بچوں کو بال و پَر دے
خُدایا آرزو میری یہی ہے
مِرا نورِ بصیرت عام کر دے

یادداشت

عطا اسلاف کا جذبِ دُروں کر
شریکِ زُمرۂ لایحزنوں کر
خِرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں
مرے مَولا مجھے صاحبِ جنوں کر

یادداشت

یارب یہ جہانِ گذراں خوب ہے لیکن
کیوں خوار ہیں مردانِ صفا کیش و ہنرمند
اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہرِ ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

یادداشت

وہ حرفِ راز کہ مجھ کو سکھا گیا ہے جنوں
خدا مجھے نفسِ جبرئیل دے تو کہوں
ستارہ کیا مری تقدیر کی خبر دے گا
وہ خود فراخیٔ افلاک میں ہے خوار و زبوں

کھول آنکھ زمیں دیکھ فلک دیکھ فضا دیکھ
مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ
اس جلوۂ بے پردہ کو پردوں میں چھپا دیکھ
ایام جدائی کے ستم دیکھ جفا دیکھ
بے تاب نہ ہو معرکۂ بیم و رجا دیکھ


آفتابِ تازہ
کھول آنکھ، زمیں دیکھ، فلک دیکھ، فضا دیکھ
مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ

یادداشت

اٹھ کہ اب بزمِ جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

ترے سینے میں ہے پوشیدہ رازِ زندگی کہہ دے
مسلماں سے حدیثِ سوز و سازِ زندگی کہہ دے

یادداشت

خدائے لم یزل کا دستِ قُدرت تو زباں تو ہے
یقیں پیدا کر اے غافل کہ مغلوبِ گماں تو ہے
پرے ہے چرخِ نیلی فام سے منزل مُسلماں کی
ستارے جس کی گردِ راہ ہوں وہ کارواں تو ہے

یادداشت

یہ نکتہ سرگذشتِ ملّتِ بیضا سے ہے پیدا
کہ اقوامِ زمینِ ایشیا کا پاسباں تو ہے
سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دُنیا کی امامت کا

یادداشت

آفتابِ تازہ پیدا بطنِ گیتی سے ہُوا
آسماں! ڈوبے ہوئے تاروں کا ماتم کب تلک
توڑ ڈالیں فطرتِ انساں نے زنجیریں تمام
دوریِ جنت سے روتی چشمِ آدم کب تلک



زہرہ
انجم
ماہ
ناہید
الارض
مشتری
پروین
زحل
خورشید
عطارد
مہر و مہ و انجم کا محاسب ہے قلندر
ایام کا مرکب نہیں، راکب ہے قلندر

کہتا ہے زمانے سے یہ دُرویش جواں مرد
جاتا ہے جدھر بندۂ حق تو بھی اُدھر جا

مہر و مہ انجم کا محاسب ہے قلندر
ایام کا مرکب نہیں راکب ہے قلندر

یادداشت

خودی سے مردِ خود آگاہ کا جلال و جمال
کہ یہ کتاب ہے۔ باقی تمام تفسیریں
حکیم میری نواؤں کا راز کیا جانے
ورائے عقل ہیں اہلِ جنوں کی تدبیریں

یادداشت

قلندرانہ ادائیں سِکندرانہ جلال
یہ امتیں ہیں جہاں میں برہنہ شمشیریں
شکوۂ عید کا مُنکر نہیں ہوں میں لیکن
قبولِ حق ہیں فقط مردِ حُر کی تکبیریں

یادداشت

کل ساحلِ دریا پہ کہا مجھ سے خضر نے
تو ڈھونڈ رہا ہے سمِ افرنگ کا تریاق؟
کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق

یادداشت

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی بُرہان
قہّاری و غفّاری و قُدّوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مُسلمان

اپنا جولاں گاہ زیرِ آسماں سمجھا تھا میں
آب و گل کے کھیل کو اپنا جہاں سمجھا تھا میں

بے حجابی سے تری ٹوٹا نگاہوں کا طلسم
اک ردائے نیلگوں کو آسماں سمجھا تھا میں

کارواں تھک کر فضا کے پیچ و خم میں کھو گیا
مہر و ماہ و مشتری کو ہم عناں سمجھا تھا میں


اپنی جولاں گاہ زیرِ آسماں سمجھا تھا میں
آب و گل کے کھیل کو اپنا جہاں سمجھا تھا میں
بے حجابی سے تری ٹوٹا نگاہوں کا طلسم
اک ردائے نیلگوں کو آسماں سمجھا تھا میں
کارواں تھک کر فضا کے پیچ و خم میں رہ گیا
مہر و ماہ و مشتری کو ہم عناں سمجھا تھا میں
عشق کی اک جست نے طے کر دیا قصہ تمام
اس زمین و آسماں کو بے کراں سمجھا تھا میں

یادداشت

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے مِلّت کے مُقدر کا سِتارہ
دیں ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو مِلّت
ہے ایسی تجارت میں مُسلماں کو خسارہ

یادداشت

عشق کی اِک جست نے طے کر دیا قصّہ تمام
اس زمین و آسماں کو بے کراں سمجھا تھا میں
کھُل گئیں رازِ محبّت پردہ داری ہائے شوق
تھی فغاں وہ بھی جسے ضبطِ فغاں سمجھا تھا میں

یادداشت

خرد دیکھے اگر دل کی نگہ سے
جہاں روشن ہے نورِ لا الٰہ سے
فقط اِک گردشِ شام و سحر ہے
اگر دیکھیں فروغِ مہر و ماہ سے

یادداشت

نشاں یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا
کہ صبح و شام بدلتی ہیں اُن کی تقدیریں
کمالِ صدق و مُروّت ہے زندگی اُن کی
مُعاف کرتی ہے فطرت بھی انکی تقصیریں

یادداشت

ایسی کوئی دُنیا نہیں افلاک کے نیچے
بے معرکہ ہاتھ آئے جہاں تختِ جم و کے
ہر لحظہ نیا طُور، نئی برقِ تجلّی
اللہ کرے مرحلۂ شوق نہ ہو طے

تمنا آبرو کی ہو اگر گلزارِ ہستی میں
تو کانٹوں میں اُلجھ کر زندگی کرنے کی خو کر لے

اسی میں دیکھ مضمر ہے کمالِ زندگی تیرا
جو تجھ کو زینتِ دامن کوئی آئینہ رُو کر لے



تمنا آبرو کی ہو اگر گلزارِ ہستی میں
تو کانٹوں میں الجھ کر زندگی کرنے کی خو کر لے
اے گل....
اسی میں دیکھ! مضمر ہے کمالِ زندگی تیرا
جو تجھ کو زینتِ دامن کوئی آئینہ رو کر لے!

یادداشت

بدل کے بھیس پھر آتے ہیں ہر زمانے میں
اگرچہ پیر ہے آدم جواں ہیں لات و منات
یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

یادداشت

کر پہلے مجھ کو زندگیٔ جاوداں عطا
پھر ذوق و شوق دیکھ دلِ بے قرار کا!
کانٹا وہ دے کہ جس کی کھٹک لازوال ہو
یارب وہ درد جس کی کسک لازوال ہو

یادداشت

تجھے کیوں فکر ہے اے گُل! دلِ صد چاکِ بلبل کی
تو اپنے پیرہن کے چاک تو پہلے رفو کر لے
اگر منظور ہو تجھ کو خزاں نا آشنا رہنا
جہانِ رنگ و بُو سے پہلے قطعِ آرزو کر لے

یادداشت

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں
ترا عِلاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں
ہر اک مقام سے آگے مقام ہے تیرا
حیات ذوقِ سفر کے سوا کچھ اور نہیں

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں
شرف میں بڑھ کے ثریا سے مشتِ خاک اس کی
کہ ہر شرف ہے اسی درج کا درِ مکنوں
مکالماتِ فلاطوں نہ لکھ سکی لیکن
اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرارِ افلاطوں



یادداشت

اک زندہ حقیقت مرے سینے میں ہے مستور
کیا سمجھے گا وہ جس کی رگوں میں ہے لہو سرد
نے پردہ، نہ تعلیم نئی ہو کہ پرانی
نسوانیتِ زن کا نگہباں ہے فقط مرد

یادداشت

کوئی پوچھے حکیم یورپ سے
ہند و یونان ہیں جس کے حلقہ بگوش
کیا یہی ہے معاشرت کا کمال؟
مرد بے کار و زن تہی آغوش

یادداشت

اس راز کو عورت کی بصیرت ہی کرے فاش
مجبور ہیں معذور ہیں مردانِ خرد مند
کیا چیز ہے آرائش و قیمت میں زیادہ
آزادیٔ نسواں کہ زمُرد کا گلو بند ؟

یادداشت

قصورِ زن کا نہیں ہے کچھ اس خرابی میں
گواہ اس کی شرافت پہ ہیں مہ و پرویں
فساد کا ہے فرنگی معاشرت میں ظہور
کہ مرد سادہ ہے بے چارہ زن شناس نہیں

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن
افلاک سے ہے اُس کی حریفانہ کشاکش
خاکی ہے مگر خاک سے آزاد ہے مومن
جچتے نہیں کنجشک و حمام اُس کی نظر میں
جبریل و سرافیل کا صیاد ہے مومن


ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن
مصافِ زندگی میں سیرتِ فولاد پیدا کر
شبستانِ محبت میں حریر و پرنیاں ہو جا

یادداشت

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن
جس سے جگرِ لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

یادداشت

نہ مومن ہے نہ مومن کی امیری
رہا صوفی گئی روشن ضمیری
خدا سے پھر وہی قلب و نظر مانگ
نہیں ممکن امیری بے فقیری

یادداشت

ہوس نے کردیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوعِ انساں کو
اُخوّت کا بیاں ہو جا محبّت کی زباں ہو جا
مصافِ زندگی میں سیرتِ فولاد پیدا کر
شبستانِ محبت میں حریر و پرنیاں ہو جا

یادداشت

یہی مقصودِ فطرت ہے یہی رمزِ مسلمانی
اخوت کی جہانگیری محبت کی فراوانی
گماں آباد ہستی میں یقیں مردِ مسلماں کا
بیاباں کی شبِ تاریک میں قندیلِ رہبانی

یادداشت

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا؟
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

دیوِ استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب
تو سمجھتا ہے یہ آزادی کی ہے نیلم پری
ہے وہی سازِ کہن مغرب کا جمہوری نظام
جس کے پردوں میں نہیں غیر از نوائے قیصری

اس سرابِ رنگ و بو کو گلستاں سمجھا ہے تو
آہ اے ناداں قفس کو آشیاں سمجھا ہے تو



دیوِ استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب
تو سمجھتا ہے یہ آزادی کی ہے نیلم پری

یادداشت

اس راز کو اِک مردِ فرنگی نے کیا فاش
ہر چند کہ دانا اسے کھولا نہیں کرتے
جمہوریت اِک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

یادداشت

ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہوری لباس
جب ذرا آدم ہوا ہے خود شناس و خودنگر
تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام؟
چہرہ روشن، اندروں چنگیز سے تاریک تر

یادداشت

جلالِ بادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جُدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی
زمامِ کار اگر مزدُور کے ہاتھوں میں ہو پھر کیا
طریقِ کوہ کن میں بھی وہی حیلے ہیں پرویزی

یادداشت

اُس کی تقدیر میں محکومی و مظلومی ہے
قوم جو کر نہ سکی اپنی خودی سے انصاف
فطرت افراد سے اِغماض بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں مِلّت کے گناہوں کو مُعاف

گرم ہو جاتا ہے جب محکوم قوموں کا لہو
تھرتھراتا ہے جہانِ چار سُو و رنگ و بُو
ضربِ پیہم سے ہو جاتا ہے آخر پاش پاش
حاکمیت کا بُتِ سنگیں دِل و آئینہ رُو



گرم ہو جاتا ہے جب محکوم قوموں کا لہو
تھرتھراتا ہے جہانِ چارسوو رنگ و بو
عشق
ضرب پیہم سے ہو جاتا ہے آخر پاش پاش
حاکمیت کا بتِ سنگیں دل و آئینہ رو

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندۂ صحرائی یا مردِ کہستانی
صدیوں میں کہیں پیدا ہوتا ہے حریف اس کا
تلوار ہے تیزی میں صہبائے مسلمانی

جہانِ تازہ کی افکارِ تازہ سے ہے نمود
کہ سنگ و خشت سے ہوتے نہیں جہاں پیدا
وہی زمانے کی گردش پہ غالب آتا ہے
جو ہر نفس سے کرے عمرِ جاوداں پیدا

جس سے دلِ دریا متلاطم نہیں ہوتا
اے قطرۂ نیساں وہ صدف کیا وہ گہر کیا!
بے معجزہ دُنیا میں اُبھرتی نہیں قومیں
جو ضربِ کلیمی نہیں رکھتا وہ ہُنر کیا!

یادداشت

محکوم ہے بیگانۂ اخلاص و مروّت
ہر چند کہ منطق کی دلیلوں میں ہے چالاک
ممکن نہیں محکوم ہو آزاد کا ہمدوش
وہ بندۂ افلاک ہے وہ خواجۂ افلاک

عالمِ آب و خاک و باد! سرِ نہاں ہے تُو کہ میں
وہ جو نظر سے ہے نہاں اُس کا جہاں ہے تُو کہ میں


سماوات
ارض
عالمِ آب و خاک و باد سرِّ عیاں ہے تو کہ میں

یادداشت

وہ شبِ دَرد و سوز و غم کہتے ہیں زندگی جسے
اس کی سحر ہے تو کہ میں؟ اس کی اذاں ہے تو کہ میں؟
کِس کی نمود کے لئے شام و سحر ہیں گرم سیر
شانۂ روزگار پر بارِ گراں ہے تو کہ میں؟

یادداشت

اسی کشمکش میں گذریں مری زندگی کی راتیں
کبھی سوز و سازِ رُومی کبھی پیچ و تاب رازی
وہ فریب خوردہ شاہیں کہ پلا ہو کرگسوں میں
اسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسم شاہبازی

یادداشت

اگر کج رو ہیں انجم، آسماں تیرا ہے یا میرا؟
مجھے فکرِ جہاں کیوں ہو، جہاں تیرا ہے یا میرا؟
اسی کوکب کی تابانی سے ہے تیرا جہاں روشن
زوالِ آدمِ خاکی، زیاں تیرا ہے یا میرا؟

یادداشت

تری دُنیا جہانِ مُرغ و ماہی
مری دُنیا فغانِ صبح گاہی!
تری دُنیا میں، میں مجبور و محکوم
مری دُنیا میں، تیری بادشاہی!

یادداشت

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گذرگاہوں کا
اپنے افکار کی دُنیا میں سفر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شبِ تاریک سحر کر نہ سکا

آہ یہ مرگِ دوام آہ یہ رزمِ حیات
ختم بھی ہوگی کبھی کشمکشِ کائنات
عقل کو ملتی نہیں اپنے بتوں سے نجات
عارف و عامی تمام بندۂ لات منات

عقل کو ملتی نہیں اپنے بتوں سے نجات
عارف و عامی تمام بندۂ لات و منات

خوار ہوا کس قدر آدمِ یزداں صفات
قلب و نظر پر گراں ایسے جہاں کا ثبات

کیوں نہیں ہوتی سحر حضرتِ انساں کی رات

یادداشت

ترے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دُنیا
یہاں مرنے کی پابندی وہاں جینے کی پابندی

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آدابِ فرزندی؟

یادداشت

کبھی آوارہ و بے خانماں عشق
کبھی شاہِ شہاں نوشیرواں عشق
کبھی میداں میں آتا ہے زرہ پوش
کبھی عُریان و بے تیغ و سِناں عشق

یادداشت

ترے سینے میں دم ہے دل نہیں ہے
ترا دم گرمئ محفل نہیں ہے
گذر جا عقل سے آگے کہ یہ نور
چراغِ راہ ہے منزل نہیں ہے!

یادداشت

ہر خاکی و نوری پہ حکومت ہے خرد کی
باہر نہیں کچھ عقلِ خداداد کی زد سے
عالم ہے غلام اس کے جلالِ ازلی کا
اک دل ہے کہ ہر لحظہ الجھتا ہے خرد سے

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں



یادداشت

عجب مزا ہے مجھے لذّتِ خودی دے کر
وہ چاہتے ہیں کہ میں اپنے آپ میں نہ رہوں
سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفےٰ سے مجھے
کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں!

یادداشت

تو رہ نوردِ شوق ہے منزل نہ کر قبول!
لیلیٰ بھی ہم نشیں ہو تو محمل نہ کر قبول!
اے جوئے آب بڑھ کہ ہو دریائے تند و تیز
ساحل تجھے عطا ہو تو ساحل نہ کر قبول!

یادداشت

عقابی رُوح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے اس کو اپنی منزل آسمانوں میں
نہ ہو نومید، نومیدی زوالِ علم و عِرفاں ہے
اُمیدِ مردِ مومن ہے خُدا کے رازدانوں میں

یادداشت

نہ تو زمیں کے لئے ہے نہ آسماں کے لئے
جہاں ہے تیرے لئے تو نہیں جہاں کے لئے
نشانِ راہ دکھاتے تھے جو ستاروں کو
ترس گئے ہیں کسی مردِ راہ داں کے لئے

اُس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی
ہو جس کے جوانوں کی خودی صورتِ فولاد!
ناچیز جہانِ مہ و پرویں ترے آگے
وہ عالمِ مجبور ہے تو عالمِ آزاد!

حبیب بینک ۔ بہتر خدمت میں پیش پیش

حبیب بینک لمیٹڈ برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ مملکت کی تشکیل کے لئے تاریخی قرار دادِ پاکستان کی منظوری کے تقریباً ایک سال بعد ۱۹۴۱ء میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کی تاسیس بانی و معمارِ پاکستان قائد اعظم محمد علی جناحؒ کی نیک تمناؤں اور خواہشات کے ساتھ عمل میں آئی جس کا مقصد برصغیر کے مسلمانوں کی اقتصادی ترقی کی رفتار کو تیز تر کرنا تھا۔

یہ بات ہمارے لئے باعثِ فخر و اعزاز ہے کہ نہ صرف قائد اعظمؒ نے حبیب بینک کی بمبئی برانچ میں اپنا اکاؤنٹ کھول کر اس پر اپنے یقین و اعتماد کا اظہار کیا بلکہ قائدِ ملت لیاقت علی خاں نے بھی ان الفاظ میں حبیب بینک کی خدمات کی ستائش کی "میں حبیب بینک لمیٹڈ کی کامیابی کے لئے دعا گو ہوں اور مجھے امید ہے کہ وہ امتِ مسلمہ کی صنعتی اور تجارتی زندگی میں آئندہ بھی ایک اہم اور مفید کردار انجام دیتا رہے گا"۔

حبیب بینک جس اعتماد اور لگن کے جذبے کے ساتھ معرضِ وجود میں آیا تھا اس جذبے کا اظہار اُس وقت زیادہ موثر طریقے سے ہوا جب ۱۹۴۷ء میں برصغیر کی تقسیم عمل میں آئی اور نوزائیدہ مملکت پاکستان کو سنگین مالی مشکلات سے دوچار ہونا پڑا۔ جب خورشید آزادی طلوع ہوا تو کثیر تعداد میں متمول اور دولتمند غیر مسلم پاکستان سے چلے گئے۔ نتیجتہً بنکوں کی ۴۳۱، شاخوں میں سے ۳۴۴ بند ہو گئیں اور اس طرح پاکستان میں بینکاری کا نظام تقریباً مفلوج ہو چکا تھا۔ ایسے نازک موقع پر صرف حبیب بینک ہی تھا جس نے متعدد دشواریوں کے باوجود ملک کو اس کے مالی مشکلات کے بھنور سے باہر نکالنے میں پیشقدمی کی اور اس نوزائیدہ مملکت کی معیشت کی بحالی کے لئے کئی اقدامات کئے۔

حبیب بینک نے قومی تعمیر سے متعلق سرگرمیوں میں جہاں حکومتِ پاکستان کے ساتھ تعاون کیا وہاں یہ اپنے کھاتہ داروں کو مستعدی کے ساتھ بہتر خدمات انجام دینے کے سلسلے میں بھی ہمیشہ پیش پیش رہا ہے۔ اسے پاکستان میں نظامِ بینکاری کو جدید خطوط پر استوار کرنے میں بھی اوّلیت حاصل ہے۔ اس نے پاکستان میں مشینی طریقۂ بینکاری رائج کیا اور بعد ازاں کمپیوٹروں سے استفادہ کر کے خودکار بینکاری کے دَور میں داخل ہونے میں بھی سبقت لے گیا۔ حبیب بینک اب تک ۳۰ نت نئی اسکیمیں رائج کر چکا ہے جن میں سے اکثر اسکیمیں ملک میں انتہائی کامیاب ثابت ہوئیں اور بعض کو تو بین الاقوامی سطح پر بھی بہت سراہا گیا جس کے باعث وہ توجہ کا مرکز بن گئیں۔ انعامی سیونگ اسکیم اس قدر کامیاب ثابت ہوئی کہ ۱۹۷۵ء میں اس پر بینک کو امریکن گولڈ کوائن ایوارڈ دیا گیا جو کہ پاکستان کے کسی بھی بینک کے لئے ایک منفرد اعزاز ہے۔

حبیب بینک کو اس بات کا بھی اعزاز حاصل ہے کہ اس نے ایسے بہترین صلاحیتوں کے حامل بینکاروں کو پروان چڑھایا جن کی بین الاقوامی سطح پر ہمیشہ مانگ رہی۔

جنوری ۱۹۷۴ء میں بینکوں کو قومیائے جانے کے بعد حبیب بینک نئے اقتصادی نظام کے تحت بینکنگ کے مقاصد اور اس کے مرکزی فلسفے کو بھرپور طریقے سے لبیک کہتے ہوئے سرگرمِ عمل ہو گیا۔ اس طرح وہ اقتصادی ترقی کی بنیاد کو وسیع تر کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوا اور اس نے معاشرے کے تمام طبقوں کے لئے اور معیشت کے ہر شعبے سے متعلق قرضے اور سرمایہ کاری کی ضروریات کی بامقصد اور مساویانہ حیثیت اجاگر کر کے ایک بہتر اور متوازن معاشرے کی تشکیل میں مدد دی۔ بینک نے خاص طور پر ایسی پالیسیاں مرتب کیں اور پھر اُن پر

عمل درآمد بھی کیا جو صنعت و تجارت اور کھیتی باڑی سے متعلق کارآمد ثابت ہوئیں۔

حبیب بینک نے دورِ حاضر کے اقتصادی چیلنج کے پیش نظر اپنے تنظیمی ڈھانچے میں وسعت پیدا کی تاکہ سماجی اور اقتصادی ترقی کے مقاصد کی احسن طریقے سے تکمیل کی جا سکے اس امر کے مدنظر بینک نے اُن مقامات پر بھی اپنی شاخیں کھول دیں جہاں کی آبادی ۵۰۰۰ یا اس کے لگ بھگ تھی۔ بینک کی شاخوں میں سرعت سے اضافے کے نتیجے میں اب پاکستان بھر میں ان شاخوں کی تعداد ۱۸۴۳ ہے جبکہ یکم جنوری ۱۹۷۴ء کو قومی تحویل میں آنے سے پہلے ان شاخوں کی تعداد ۹۴۷ تھی۔

حبیب بینک نے پاکستان کی بین الاقوامی تجارت کے سلسلے میں بھی اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو کبھی فراموش نہیں کیا۔ ملک کی برآمدات میں اضافہ کرنے اور درآمدات میں سہولت پیدا کرنے کی غرض سے اس کی بیرونی ممالک میں ۴۷ شاخیں، ملائشیا میں ایک مشترکہ منصوبہ، ہانگ کانگ میں ایک فنانس ہولڈنگ کمپنی اور انڈونیشیا، مصر، ایران اور اردن میں چار نمائندہ دفاتر سرگرم عمل ہیں۔ اس کے علاوہ دُنیا بھر میں اس کے اٹھارہ سو سے زائد نمائندے متعین ہیں۔

بلا سود بینکاری کا نفاذ نہ صرف پاکستان میں بینکاری کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالنے کے سلسلے میں ایک نئے دَور کا آغاز ثابت ہوا بلکہ یہ ایک ایسے نظام کی تخلیق اور اسے مرتب کرنے کے لئے بہت بڑا چیلنج بھی تھا جو ایک طرف تو قرآن اور سنت کی تعلیمات کے عین مطابق ہو اور دوسری طرف اس پر آسانی سے عمل درآمد بھی کیا جا سکے۔ حبیب بینک نے پاکستان بینکنگ کونسل کے زیرِ اہتمام نہ صرف ان کوششوں میں سرگرمی کے ساتھ حصّہ لیا بلکہ یکم جنوری ۱۹۸۱ء سے بلا سود بینکاری کے آغاز کے بعد سے ان پر مستعدی کے ساتھ عمل بھی کیا اور اس سلسلے میں شاندار نتائج برآمد ہوئے۔ مثال کے طور پر نفع اور نقصان میں شراکت کے نظام کی بنیاد پر حبیب بینک میں جمع شدہ سرمائے کا فیصد تناسب سارے قومیائے گئے بینکوں کے مجموعی ڈیپازٹ کے ۳۸٪ تک پہنچ گیا۔ اسی طرح حبیب بینک نے حصول تعلیم کے لئے "قرض حسنہ کی اسکیم" میں بھی بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ یہ اسکیم پی بی سی کے زیرِ اہتمام تمام نیشنلائزڈ بینکوں میں رائج کی گئی اور جس کا مقصد ایسے ممتاز صلاحیتوں کے حامل طلبا کو جن کی مالی حالت اطمینان بخش نہ ہو پاکستان میں اور بیرونِ ملک اعلیٰ تعلیم جاری رکھنے میں مدد دینے کے لئے بلا سود قرضوں کی منظوری دینا ہے۔

اس کے علاوہ ۱۹۸۰ء میں زکوٰۃ آرڈیننس کے نفاذ کے بعد حبیب بینک نے زکوٰۃ کی کٹوتی کے طریقۂ کار کو مرتب کرنے اور مرکزی زکوٰۃ انتظامیہ کے لئے حساب کتاب کے قواعد و ضوابط مرتب کرنے کے سلسلے میں بھی نمایاں کردار انجام دیا ہے۔ اسی طرح مشارکہ سرمایہ کاری میں بھی حبیب بینک کو اوّلیت کا شرف حاصل ہے۔

کھیلوں اور تفریحات کے شعبے میں بھی حبیب بینک نے نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ بینک تمام قومی کھیلوں کی فراخدلی کے ساتھ سرپرستی کر رہا ہے اور اس نے مختلف مراکز میں اسپورٹس کمپلیکس بھی قائم کر دیئے ہیں۔ اس ادارے کے بعض کھلاڑیوں نے کھیلوں میں کارہائے نمایاں انجام دے کر امتیازات حاصل کئے اور ملک کا نام روشن کیا ہے۔

چنانچہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ حبیب بینک نے اپنے ۴۲ سالہ دور میں اپنے مفادات کو قومی تقاضوں اور امنگوں سے مکمل طور پر وابستہ کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ نہ صرف پاکستان کی سماجی اور اقتصادی ترقی کی ایک روشن علامت ہے بلکہ اس کی تاریخ بھی پاکستان کی تاریخ کے مماثل ہے۔

مطبوعہ
گولڈن بلاک ورکس لمیٹڈ
کراچی پاکستان


Habib Bank Limited
حبیب بینک لمیٹڈ